کمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم



از قلم

شیخ القرآن استاذ العلماء
حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ

ازقلم

شیخ القرآن استاذ العلماء
حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

نام کتاب کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ازقلم فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ

تعداد 1100

سن اشاعت یکم اکتوبر 2010ء

صفحات 64

ہدیہ 40 روپے

ملنے کے پتے

جلالیہ صراط مستقیم گجرات / مکتبہ فیضان مدینہ گھکڑ

مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ

مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام سرکلر روڈ گوجرانوالہ

مکتبہ فیضان اولیاء کامونکی ، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر

مکتبہ فیضان مدینہ سرائے عالمگیر

نظامیہ کتاب گھر اُردو بازار لاہور / نیو منہاج سی ڈی سنٹر لاہور

کرمانوالہ بُک شاپ اُردو بازار لاہور

صراط مستقیم پبلی کیشنز 5,6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ صراط مستقیم گوجرانوالہ

فہرست

کمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد!

یہ کتاب "کمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند کمالات پر مشتمل ہے۔ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جانِ ایمان ہے اور جان سے ہی ہر شئے کا وجود باقی رہتا ہے تو سمجھ لو کہ جان ہے تو ایمان ہے اور جان نہیں تو ایمان نہیں۔ یہی وجہ ہے جس مجلس میں ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں وہ مجلس ومحفل برکات سے محروم ہے۔ اسی لیے فقیر نے یہ چند کمالات جمع کیے تاکہ مومن گھر بیٹھے یا سفر میں اپنی مجلس ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سجا سکے۔ ویسے بھی مشہور ہے کہ "اَلْکِتَابُ اَنِیْسٌ خَیْرُ جَلِیْسٍ" "کتاب انسان کا بہترین ساتھی ہے۔ اس لیے انسان کو چاہئے کہ سفر میں جاتے وقت کوئی کتاب ضرور ساتھ ہو تاکہ اگر سفر سے جی اکتائے تو مطالعہ شروع کر دے، اور اگر گھر پر ہو اور طبیعت میں اضطراب محسوس ہو تو کسی دلچسپ کتاب کو پڑھنا شروع کر دے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اذکارِ خیر پر مشتمل کتب ورسائل تسکینِ قلوب کے لیے اکسیر ہیں، خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا......

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (پارہ ۱۳/ سورۂ رعد آیت نمبر ۲۸)

خبردار اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا ہے

""شفا شریف"" میں ہے ""اَیْ بِذِکْرِ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِہٖ"" یعنی حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذکر سے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو پریشان و مغموم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ انہیں اذان سناؤ چنانچہ اذان سنی تو سکون پایا (مدارج)

اب بھی حکم ہے کہ جب انسان حزن و غم میں مبتلا ہو تو اُسے اذان سنائی جائے اسی لیے نومولود بچے کو سب سے پہلے اذان سنائی جاتی ہے تو اس سے وہ سکون پاتا ہے۔

مقدمہ

ہمارے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہانوں کے وجود کے لیے باعث تخلیق ہیں یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا جیسے احادیث قدسیہ میں وارد ہے۔

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَرْضَ وَلَا الْاَفْلَاكَ وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ اَوْ كَمَا قَالَ

یعنی اے محبوب اگر تم نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان، جنت، دوزخ نہ بناتا۔

بلکہ ارشاد فرمایا۔

لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّةَ۔

اگر پیارے تو نہ ہوتا تو میں اپنا رب ہونا ظاہر نہ کرتا۔

جب اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پیدا فرمائیں تو پھر آپ زمین و آسمان کے مالک ہوئے۔ مالک اپنی ملکیت میں تصرف کرسکتا ہے اور مالک کو اپنی شئے کی خبر ہوتی ہے اسی لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے منجانب اللہ عزوجل علم غیب کا عقیدہ اور آپ کو "متصرف فی الاکوان باذن اللہ" ماننا آپ کے کمالات میں سے ہے۔

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حبیب خدا ہیں اور اس وصف کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر بھی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم مصروف گفتگو، تھے کسی نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں، کوئی کہتا موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں، کوئی کہتا آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں، کوئی کہتا عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی

گفتگو اپنی قیامگاہ میں سن رہے تھے، باہر تشریف لائے تو فرمایا "وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ" اور میں حبیب اللہ ہوں۔ آپ ﷺ کے طفیل جملہ انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ بھی محبوبانِ خدا ہیں اور قیامت میں ان سب کی شفاعت حق ہے اور انبیاء و اولیاء سب کی شفاعت سے مطلقاً انکار صریح بد دینی اور بحکم فقہا موجب اکفاء ہے۔

فقہائے کرام کے نزدیک وہ منکر کافر ہے۔ امام اجل ابن الہمام فتح تقدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ......

لَا تَجُوْزُ الصَّلٰوۃُ خَلْفَ مُنْکِرِ الشَّفَاعَۃِ کَاَنَّہٗ کَافِرٌ

منکر شفاعت کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی اس لیے کہ وہ کافر ہے۔

اسی طرح "فتاویٰ خلاصہ و بحر الرائق" وغیرہما میں ہے۔ "فتاویٰ تاتارخانیہ" پھر "طریقہ محمدیہ ﷺ" میں ہے۔

مَنْ اَنْکَرَ شَفَاعَۃَ الشَّافِعِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَھُوَ کَافِرٌ

قیامت میں شفیعوں کی شفاعت کا منکر کافر ہے۔

اس کی مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب "شفاعت کا منظر" میں پڑھیے۔

اجمالی کمالات

تفصیل سے پہلے چند کمالات بطورِ اجمال عرض کیے جاتے ہیں۔

علم غیب

اللہ تعالیٰ کی عطاء سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ پس جان لیا میں نے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔(مشکوٰۃ باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ تیسری فصل:۷۰) بیشک سمیٹ لی گئی میرے لیے زمین پس میں نے اس کی مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا۔(مشکوٰۃ:۵۱۲)

ایک حدیث میں راوی بیان کرتے ہیں کہ کھڑے ہوئے ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خبر دی ہم کو ابتدائے مخلوق سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کو اپنے اپنے مقامات میں داخل ہونے تک۔(مشکوٰۃ:۵۰۶)

حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہم کو ہر اُس بات کی جو ہونے والی ہے قیامت تک۔(مشکوٰۃ:۵۳۳)

"تفسیر روح البیان" میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس جان لیا میں نے علم اولین و آخرین کو، اور ایک روایت میں ہے علم ہر چیز کا جو ہو چکی اور جو بات آخر تک ہوگی۔(روح البیان:۹/۲۳۲)

تصرفات

اللہ تعالیٰ کے اِذن سے حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سے گرمی سردی کی تاثیر دور کرے۔ اور ان کی آنکھ میں درد تھا۔ لعاب دہن اُن کی آنکھ میں ڈالا، اسی ساعت کو شفا حاصل ہوئی۔ اس کے بعد کبھی دردِ چشم عارض نہیں ہوا۔ (بخاری کتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالب، بخاری کتاب المغازی باب غزوہ خیبر) ایک اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت قتادہ بن النعمان کی آنکھ کو زخم پہنچا اور آنکھ رخسارہ پر نکل آئی۔ اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ چنانچہ وہ آنکھ بہترین اور خوب ترین آنکھوں میں ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کو "تاویل قرآن" اور "تفقہ فی الدین" عنایت فرمائے، سو ایسا ہی واقعہ ہوا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خرما میں دُعائے برکت کی اور وہ بہت ہی تھوڑی تھیں۔ اس دُعا کے سبب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ان سے قرض خواہوں کا حق ادا کر دیا پھر بھی تیرہ وسق باقی رہ گئے۔ (بخاری، مشکوٰۃ باب فی المعجزات پہلی فصل)۔ ایک واقعہ یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ چلنے میں سب سے پیچھے رہ جاتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی تو سب سے آگے جایا کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے طویل عمر اور کثرتِ مال واولاد کے لیے دعا فرمائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے لمبی عمر پائی اور آپ کی اولاد بڑی ہوئی۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ باب جامع المناقب پہلی فصل) ایک اعرابی کی درخواست پر بارش کے لئے دُعا فرمائی جو متواتر ہفتہ بھر جاری رہی، پھر دُعا فرمائی تو بارش رُک گئی۔ (مشکوٰۃ باب فی المعجزات پہلی فصل متفق علیہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن ابی لہب پر ہلاکت کی دُعا کی تو اُس کو راہِ شام میں شیر نے پھاڑ ڈالا۔

ردالشمس

سورج لوٹانا حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات میں سے ایک ہے، لیکن افسوس ہے کہ اس کا انکار "غیر مسلم" کرتے تو کوئی حرج نہ تھا کہ وہ ہوئے جو غیر مسلم، آج اسلام کا دم بھرنے والے بلکہ علم کے مدعی اس بہت بڑے کمال کا انکار کر بیٹھے اور وجہ یہ بیان کی کہ یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ حالانکہ یہ ان کا ایک لنگڑا عذر ہے اس لیے کہ یہ حدیث پاک صحیح ہے جیسے ایک صحیح حدیث کو ہونا چاہیے۔ فقیر پہلے حدیث پاک کا متن عرض کرتا ہے اس کے بعد اس کی سند کی تحقیق عرض کرے گا۔

حدیث شریف یہ ہے۔

عن اسمآء بنت عمیس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوحٰی الیہ وراسہٗ فی حجر علی فلم یصل العصر حتی غربت الشمس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصلیت یا علی قال لا فقال اللھم انہ کان فی طاعتك وطاعة رسولك فاردد علیہ الشمس قالت اسمآء فرایتھا غربت ثم رایتھا طلعت بعد ما غربت ووقفت علی الجبال والارض وذالك بالصھباء فی خیبر۔ ﴿رواہ الطحاوی فی مشکل الاثار﴾

ترجمہ:۔ یعنی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ خیبر میں صہبا کے مقام پر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ سورج غروب ہوگیا اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے ابھی عصر کی نماز نہ پڑھی تھی۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے پیارے علی! کیا ابھی نماز نہیں پڑھی۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی: یا اللہ! علی المرتضیٰ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے، لہٰذا سورج کو واپس لوٹا دے۔ حضرت بی بی اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو دیکھا

کہ وہ غروب ہو جانے کے بعد واپس لوٹ آیا اور خیبر میں صہبا پر یہ واقع ہوا۔

فہرست منکرین معجزہ ردّ الشمس

دورِ سابق میں اس کا انکار ابن تیمیہ وابن الجوزی کو تھا۔ ابن تیمیہ تو اپنی گمراہی میں مرا، لیکن ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کو سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے صدقے ہدایت نصیب ہوئی اور سلسلہ قادریہ میں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے خلافت سے نوازے گئے۔ دورِ حاضرہ میں سر سید احمد علی گڑھی اور اس کے ہمنوا نیچری، حالی، شبلی، ندوی لوگ اور فرقہ منکرین حدیث، پرویزی، چکڑالوی اور مودودی جماعت اسلامی اور بعض جہلاء غیر مقلد وہابی۔

فہرست مصدقین معجزہ ردّ الشمس

اس حدیث مبارکہ کے متعلق آئمہ حدیث، اولیائے امت اور ملت رحمہم اللہ تعالیٰ کے تاثرات وارشادات درج ذیل ہیں، اور یہ فہرست طویل ہے لہٰذا چند نمونے حاضر ہیں۔

(۱) حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ھذان حدیثان ثابتان رواتھما ثقات۔ (شفا شریف: ۱/۲۸۴) یعنی اس حدیث پاک کی دونوں سندیں ثابت ہیں اور ان کے راوی ثقہ ہیں۔

(۲) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال طحاوی وھذان، حدیثان ثابتان، ای عندہ وکفی بہ حجۃ و رواتھما ثقات فلا عبرۃ بمن طعن فی رجا لھما۔ (شرح شفا علی نسیم الریاض: ۳/۱۱)

یعنی جب یہ دونوں حدیثیں امام طحاوی کے نزدیک ثابت ہیں تو یہ حجت کے لیے کافی ہے اور دونوں حدیثوں کے راوی ثقہ ہیں لہٰذا ان دونوں حدیثوں کے راویوں

میں طعن کرنے والے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

فائدہ

حدیث مذکورہ پر طعن کرنے والے کون؟ وہی ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن تیمیہ اور وہ جو آج کل ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام اور مسلّم امام مانتے ہیں جیسے نجدی وہابی غیر مقلد اور ندوی اور مودودی جماعت اسلامی اور بعض دیو بندی۔ ابن الجوزی کی عجلت محدثین کرام میں مشہور ہے کہ وہ صحیح احادیث کو موضوع، ضعیف کہنے لکھنے میں باک نہیں سمجھتے تھے اسی لیے ان کا کسی حدیث کو موضوع، ضعیف کہہ دینا ایسے نامعتبر سمجھا جاتا تھا جیسے ہم حدیث موضوع وضعیف کو غیر معتبر اور ناقابل قبول سمجھتے ہیں۔

ابن تیمیہ میں بھی مرض مذکور کے علاوہ گمراہی وضلالت کی شامت تھی جس کی سزا اس نے زندگی میں پائی اور مرنے کے بعد بھی (واللہ اعلم) اور ابن تیمیہ کے معتقدین کا انکار صرف اور صرف ابن تیمیہ کی شخصیت پرستی کی بناء پر ہے ورنہ تحقیقی میدان میں تو میدان چھوڑ کر بھاگتے نظر آتے ہیں۔ ان کے لیے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ردّ الشمس کے معجزے کے انکار سے تمہیں جہنم میں جانا پڑا تو پھر کیا کرو گے!!

بقایا فہرست مصدقین معجزہ ردّ الشمس

جملہ معترضہ کے طور درمیان میں کچھ عرض کرنا پڑا، اب پھر فہرست اہل حق ملاحظہ ہو۔

(۳) سیدنا امام احمد بن صالح مصری رحمۃ اللہ علیہ استاذ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حکی الطحاوی ان احمد بن صالح کان یقول لاینبغی لمن سبیله العلم التخلف عن حفظ حدیث اسماء لانه من علامات النبوة۔ (شفا:۱/۲۸۴)

ترجمہ: یعنی امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام احمد بن صالح فرمایا کرتے تھے ''اہل علم کو لائق نہیں کہ وہ حدیث اسماء (ردشمس والی) حدیث یاد نہ کریں کیونکہ یہ حدیث تو علامات نبوت سے ہے''۔

(۴) حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''ردالمحتار'' میں عنوان یوں قائم کیا ''مطلب لوردت الشمس بعد غروبها: ۱/۳۶۰'' اس کے تحت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا والی حدیث پاک جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے حبیب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے ڈوبا ہوا سورج واپس آیا بیان کرنے کے بعد فرمایا ''والحدیث صححه الطحاوی وعیاض واخرجه جماعة منهم الطبرانی بسند حسن'' (ردالمحتار: ۱/۳۶) یعنی اس حدیث کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح ثابت کیا ہے اور اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے باسند حسن ذکر کیا ہے، ان میں سے محدث طبرانی ہیں۔ اس کے بعد علامہ ابن عابدین نے فرمایا ''واخطا من جعله موضوعا کابن الجوزی وقواعدنا لاتابٰاه'' (ردالمحتار: ج ۱ ص ۳۶۱) یعنی ابن جوزی وغیرہ جنہوں نے اس حدیث کو موضوع کہا، انہوں نے غلط کہا ہے، اور اہل سنت وجماعت کے قواعد کے یہ بات خلاف نہیں۔

(۵) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ''مخفی نہ رہے کہ ان کا (یعنی بعض افراد کا) یہ کہنا کہ کتب صحاح میں حدیث مذکور کو ذکر نہیں کیا گیا اور حسن ومنفرد ہے۔ یہ بات قابل غور وفکر ہے کیونکہ جب امام طحاوی، احمد بن صالح، طبرانی اور قاضی عیاض رحہم اللہ تعالیٰ اس کی صحت اور اس کے حسن ہونے کے قائل ہیں اور انہوں نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے تو اب یہ کہنا کہ کتب صحاح وحسان میں ذکر نہیں کیا گیا دُرست نہ ہوگا، اور لازم نہیں ہے کہ تمام ہی احادیث مبارکہ کتب صحاح وحسان میں

ذکر ہوں۔ نیز ان کا کہنا کہ اہل بیت میں سے ایک مجہول وغیر معروف عورت نے نقل کیا ہے جس کا حال کسی کو معلوم نہیں، یہ بات سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہنا ممنوع ہے اس لیے کہ وہ جمیلہ...جلیلہ...اور عاقلہ و دانا عورت ہیں، ان کے احوال معلوم و معروف ہیں (مدارج النبوت مترجم جلد دوم رص ۴۳۰) علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ابن تیمیہ اور ابن جوزی کا یہ کہنا کہ حدیث اسماء موضوع ہے، بیشک ان کا یہ کہنا ڈھکوسلہ ہے۔

(نسیم الریاض: جلد۳)

فائدہ

بقدرِ ضرورت کچھ عرض کر دیا ہے، تفصیل و تحقیق کے لئے فقیر کی کتاب ''شرح حدیث ردّ الشمس'' کا مطالعہ کریں۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیروں کی نظر میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق کو اپنے پرائے سب ہی تسلیم کرتے ہیں، جس کے متعلق بکثرت واقعات موجود ہیں۔

شہادت باعتبار اپنی تقسیم کے مندرجہ ذیل چار قسم پر ہے۔ دوستوں کی اور دشمنوں کی۔ پھر دونوں قسموں کی دو قسم ہے، عینی شہادت یعنی گواہی دینے والے لوگوں نے اپنی آنکھ سے اس کے حالات کو معائنہ کیا ہو اور سمعی یا خبری شہادت (یعنی گواہی دینے والوں نے حالات کو بذاتِ خود معائنہ نہ کیا ہو بلکہ صحیح حالات معلوم کر کے رائے قائم کی ہو) یوں تو ہر قسم کی گواہیاں یقیناً بڑھی ہوئی ہوتی ہیں جو دشمنوں نے دی ہوں جیسا کہ مشہور مقولہ اہل عرب کا ہے

؎ الفضل ما شهدت به الاعداء

کیونکہ دوستوں کی شہادتوں کو حسن عقیدہ اور بڑھاوے چڑھاوے پر محمول کیا جا سکتا ہے لیکن دشمنوں کی گواہیوں کو یہی کہا جائے گا کہ واقعات صحیحہ نے ان کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے دشمن کے فضل وکمال کا اعتراف کریں، چنانچہ اس مضمون میں دشمنوں کی کثیر شہادتوں میں سے چند ایک نقل کی جاتی ہیں۔

کفارِ مکہ

قرآنِ پاک کی مختلف آیات میں بڑی تفصیل کے ساتھ اس کا تذکرہ موجود ہے کہ ملک عرب کے غیر مسلم بالعموم اور کفار مکہ بالخصوص رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصی خوبیوں آپ کے ذاتی اوصاف وکمالات اور آپ کے جبلّی محاسن ومحامد کے بے حد معترف تھے۔ آپ کی زبان مبارک سے خدا کی آخری کتاب قرآنِ مجید کی آیات سن کر بے ساختہ "مَاهٰذَا مِنْ كَلَامِ الْبَشَر" پکار اٹھتے۔

کفار مکہ ومشرکین مکہ اپنی شدید مخالفت کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ "الصادق" اور "الامین" کے القاب سے یاد کر کے آپ کی شخصی عظمت کا اعتراف کرتے۔

اس دور کے جلیل القدر شعراء اور ادباء جب رسولِ امی لقب صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنتے تو محوِ حیرت رہ جاتے اور اپنی علمی کم مائیگی اور بے بضاعتی کا صدق دل سے اعتراف کرتے۔

(۱) ابوجہل کی گواہی

دنیا جانتی ہے کہ ابوجہل، حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا دشمن تھا۔ وہی ابوجہل کہا کرتا تھا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تم کو جھوٹا نہیں کہتا، البتہ تم جو کچھ وحی سے کہتے ہو اور سمجھاتے ہو اس کو صحیح نہیں سمجھتا۔ چنانچہ قرآن مجید میں اس پر ایک آیت نازل ہوئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ۔ (پارہ: ۷ ررکوع: ۱۰ سورہ الانعام آیت نمبر ۳۳)

ترجمہ:۔ ہم کو معلوم ہے کہ تجھ کو غم میں ڈالتی ہیں ان کی باتیں، سو وہ تجھ کو نہیں

جھٹلاتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

(۲) نضر بن حارث کی گواہی

ایک روز قریش کے بڑے بڑے روٴساء جلسہ جمائے بیٹھے تھے اور آپ کا ذکر ہو رہا تھا، نضر بن حارث (جو قریش میں سب سے زیادہ جہاں دیدہ تھا) نے کہا: اے قریش! تم پر جو مصیبت آئی ہے تم اس کی تدبیر نہ نکال سکے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے سامنے بچے سے جوان ہوا، وہ تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ اخلاق والا... سچا... امانت دار تھا، اور اب جب اس کے بالوں میں سفیدی آچلی اور تمہارے سامنے یہ باتیں (قرآن) پیش کرتا ہے تو کہتے ہو کہ وہ ساحر ہے... کاہن ہے... شاعر ہے... مجنون ہے... خدا کی قسم! میں نے اس کی باتیں سنی ہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ان میں سے (یعنی جو باتیں تم کرتے ہو) کوئی بات نہیں۔ (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم از ابن ہشام)

(۳) دربارِ شاہی میں ابُو سفیان کی گواہی

قیصر روم کے دربار میں قاصدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پہنچتا ہے۔ کفارِ قریش، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے حریف اور مقابل ابوسفیان، جو چھ برس متواتر آپ کے مقابلہ میں فوجوں کے پرے جماتے رہے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق حال اور تفتیش کے لیے بلائے جاتے ہیں۔

ناظرین کرام! موقع کی نزاکت پر غور فرمادیں کہ ایک دشمن کی شہادت اپنے ایک ایسے دشمن کے حق میں ہے جس کو وہ دل سے مٹا دینا چاہتا ہے...... ایک ایسے باسر وسامان بادشاہ کے دربار میں اس کی شہادت ہے کہ اگر اسکو راضی کر دیا جائے تو دم میں اس کی فوجیں مدینہ کی سمت بڑھ سکتی تھیں۔

(حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بعد کو مسلمان ہو گئے اور بہت بڑے جلیل القدر صحابہ

میں شمار ہوئے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''ذکر صحابہ رضی اللہ عنہم''

تاہم......اس سوال و جواب کو بغور ملاحظہ فرمایئے۔

قیصر:......مدعی نبوت کا خاندان کیسا ہے؟

ابوسفیان:......شریف ہے۔

قیصر:......اس خاندان میں کسی اور نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا؟

ابوسفیان:......نہیں۔

قیصر:......جن لوگوں نے اس کے مذہب کو قبول کیا ہے' وہ لوگ کمزور ہیں یا صاحب اثر؟

ابوسفیان:......کمزور لوگ ہیں۔

قیصر:......اس کے پیرو (ماننے والے) بڑھ رہے ہیں یا گھٹتے ہیں؟

ابوسفیان:......تیزی کے ساتھ بڑھتے جاتے ہیں۔

قیصر:......کبھی تم لوگوں کو اس کی نسبت جھوٹ کا بھی تجربہ ہے؟

ابوسفیان:......کبھی نہیں۔

قیصر:......وہ کبھی اپنے عہد و اقرار سے بھی پھرا ہے؟

ابوسفیان:......ابھی تک تو نہیں مگر آئندہ دیکھیں۔

قیصر:......دعوے نبوت سے قبل اس کے چال چلن کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے؟

ابوسفیان:......ہم اس کی نسبت بہت اعلیٰ رائے رکھتے تھے اور وہ ساری قوم میں بالاتفاق ''الصادق اور الامین'' تسلیم کیا جاتا تھا۔

قیصر:......وہ کیا سکھاتا ہے؟

ابوسفیان:......کہتا ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اُس کا شریک نہ بناؤ، نماز پڑھو...پاک دامنی اختیار کرو...سچ بولو...بدی سے بچو...اہلِ قرابت کا حق

ادا کرو۔

اسکے بعد اب چند ایسی شہادتیں نقل کی جاتی ہیں کہ جن لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو بذاتِ خود نہیں دیکھا مگر تاریخی واقعات کی بناء پر انہوں نے اس قسم کی رائے قائم کی ہے۔

انگریزوں کی شہادتیں

سر ولیم میمور صاحب کی شہادت

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اخلاص وصداقت کا یہ بڑا زبردست ثبوت ہے کہ ان کا مذہب سب سے پہلے قبول کرنے والے ان کے دلی دوست اور ان کے گھرانے کے لوگ تھے۔ یہ لوگ سب کے سب ضرور ان کے روزمرّہ کے حالات اور ان کی گھریلو زندگی سے بخوبی واقف ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ دوسروں کو دھوکہ اور فریب دینے کی غرض سے مکاری اور عیاری سے کام لیتے ہیں تو ان کے ان اقوال میں جو محض دوسروں کو سنانے کے لئے وہ باہر مجمع عام میں کہا کرتے ہیں اور گھر کی چاردیواری کے اندر ان کے اعمال میں عموماً ہمیشہ فرق اور اختلاف ہوتا ہے۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غرض وغایت فریب ودھوکے سے کام لینا ہوتا تو ناممکن اور محال تھا کہ ان کے دوست احباب اور ان کے قریبی رشتہ داروں کو جو ان پر سب سے پہلے ایمان لائے، ان کی ریاکاری اور عیاری کا پتہ نہ چل جاتا۔

مسٹر تھامس کارلائل (Thomas Carlyle) کی شہادت

ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہرگز یہ خیال نہیں کر سکتے کہ وہ صرف ایک شعبدہ باز اور تہی باطن شخص تھا، اور نہ ہم اس کو ایک حقیر، جاہ طلب اور دیدہ ودانستہ منصوبے گانٹھنے والا

شخص کہہ سکتے ہیں۔ جو سخت اور کرخت پیغام اُس نے دُنیا کو دیا وہ ہر حال میں ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا، اس کا ماخذ وہی ہستی تھی جس کی اتھاہ کسی نے بھی نہیں پائی تھی۔ اس شخص کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے نہ اعمال، اور نہ وہ خالی از صداقت تھے نہ کسی کی نقل وتقلید تھے۔ حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا جو قدرت کے وسیع سینہ میں سے دُنیا کو منور کرنے نکلا تھا، اور بلاشبہ اس کے لئے امر ربانی ہی تھا۔ (ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ لیکچر دوم)

مسٹر برنارڈ شا (Bernard Shaw) کی شہادت

انگلستان کے سب سے بڑے ادیب اور فلاسفر مسٹر برنارڈ شا نے نامہ نگار ''لائٹ'' لاہور سے ظاہر کیا تھا، جب کہ وہ جنوری ۱۹۳۳ء میں بمبئی آئے ہوئے تھے ''میں نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت کا مطالعہ کیا ہے، وہ بڑے بلند پایہ انسان تھے۔ میری رائے میں انہیں انسانیت کا نجات دہندہ کہنا چاہیئے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ان جیسا انسان موجودہ دنیا کا ڈکٹیٹر بن جاتا تو اس کے پیچیدہ مسائل ایسے طریق پر حل کر دیتا کہ انسانی دُنیا مطلوبہ امن وراحت کی دولت سے مالامال ہو جاتی۔

ایک فرانسیسی ادیب اپنی مشہور تصنیف میں لکھتا ہے، فصاحت و بلاغت میں یکتائے روزگار، بانی مذہب، آئین ساز، سپہ سالار، فاتح اصول، عبادت الٰہی میں لاثانی، دینی حکومت کے بانی، یہ ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے سامنے پوری دنیا بھی ہیچ ہے۔

نپولین بونا پارٹ (Nipolian Bona Part)

فرانس کا عظیم ترین جرنیل نپولین بونا پارٹ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح ارمغان عقیدت پیش کرتا ہے، وہ کہتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دراصل سرور اعظم تھے۔ آپ

نے اہل عرب کو درسِ اتحاد دیا' ان کے آپس کے تنازعات ومناقشات ختم کئے' تھوڑی سی مدت میں ہی آپ کی اُمت نے نصف دُنیا کو فتح کر لیا۔ ۱۵ رسال کی مختصر مدت میں لوگوں کی بڑی تعداد نے دیوتاؤں کی پوجا پاٹ سے توبہ کر لی' مٹی کے بنے ہوئے بت مٹی میں ہی ملا دیئے اور بت خانوں میں رکھی ہوئی مورتیوں کو توڑ دیا۔ کیا یہ کارنامہ رہبرِ انسانیت کا ہی نہ تھا اور آپ ہی کی کتاب کا نتیجہ نہ تھا کہ یہ سب کچھ پندرہ سال کے عرصہ میں ہوا جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۱۵۰ رسال میں اپنی اُمتوں کو صحیح راہ پر لانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عظیم المرتبت انسان تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں تشریف لائے اُس وقت اہل عرب جو صدیوں سے خانہ جنگی میں مبتلا تھے۔ دنیا کے اسٹیج پر اور قوموں نے جو عظمت وشہرت حاصل کی، اہل عرب نے بھی اُسی طرح ابتلاء ومصائب کے دَور سے گزر کر عظمت حاصل کی، اور اس قوم نے اپنی روح ونفس کو تمام آلائشوں سے پاک کر کے تقدس وپاکیزگی کا جوہر حاصل کیا۔

جارج برناڈ شا (Jarj Bernard Shaw)

"آنے والے سو سال میں ہماری دُنیا کا مذہب اِسلام ہوگا مگر یہ موجودہ زمانے کے مسلمانوں، دماغوں اور روحوں میں جاگزین تھا"۔

اکانٹ ٹالسٹائی

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل اخلاقِ انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ ہم یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ وہدایت خالص سچائی پر مبنی تھی"۔

ڈاکٹر جی، ایم، ایل

بے شک حضرت محمد ﷺ نے گمراہیوں کے لیے ایک بہترین راہِ ہدایت قائم کی اور یقیناً آپ کی زندگی نہایت پاک وصاف تھی۔

مسٹر سیل

میں نے اپنی تحقیقات میں کوئی ثبوت ایسا نہیں پایا جس سے حضرت محمد ﷺ کے دعویٰ رسالت میں شبہ ہوسکے یا آپ کی مقدس ذات پر مکروفریب کا الزام لگایا جاسکے۔

اکبر الہٰ آبادی نے اس مشہور غیر مسلم انشاء پرداز مسٹر سیل کے بارے میں کیا خوب کہا ہے۔

مصنف سیل کو لکھنا پڑا اپنے رسالے میں!
وہ یوں اصحاب میں تھے جس طرح ہو چاند ہالے میں

مؤرخ ولیم ڈاڈ

آپ ﷺ کا وہ کمال جو آپ نے فتح (مکہ) کے بعد منافقوں کے حق میں ظاہر کیا اخلاقِ انسانی کا ایک حیرت انگیز نمونہ ہے۔

ریورنڈ آر میکوئل

اگر آپ کی تعلیم پر انصاف وایمانداری سے تنقیدی نظر ڈالی جائے تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ مرسل اور مامور من اللہ تھے۔

پروفیسر باسورا سمتھ

بلاشک حضرت محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں اگر پوچھا جائے کہ افریقہ بلکہ کل دُنیا

کو مسیحی مذہب نے زیادہ فائدہ پہنچایا یا اسلام نے؟ تو جواب میں کہنا پڑے گا کہ اسلام نے۔

اگر محمد ﷺ کو قریش ہجرت سے پہلے شہید کر ڈالتے تو مشرق و مغرب دونوں ناکارہ و ناقص رہ جاتے۔ اگر آپ نہ آتے تو دنیا کا ظلم بڑھتے بڑھتے اس کو تباہ کر دیتا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو یورپ کے تاریک زمانے دوچند بلکہ سہ چند تاریک تر ہو جاتے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو انسان ریگستان میں پڑے بھٹکتے پھرتے۔ جب میں آپ کے جملہ صفات اور تمام کارناموں پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالتا ہوں کہ آپ کیا تھے اور کیا ہو گئے اور آپ کے تابعدار غلاموں نے جن میں آپ نے زندگی کی روح پھونک دی تھی، کیا کیا کارنامے دکھائے تو آپ مجھے سب سے بزرگ تر، سب سے برتر، اور اپنی نظیر آپ ہی دکھائی دیتے ہیں۔

مسٹر پیٹر کریٹس

محمد ﷺ نے عورتوں کے حقوق کی ایسی حفاظت کی کہ اس سے پہلے کسی نے نہ کی تھی۔ اس کی قانونی ہستی قائم ہوئی۔ جس کی بدولت وہ مال و وراثت میں حصہ کی حقدار ہوئی۔ وہ خود اقرار نامے کرنے کے قابل ہے اور برقع پوش مسلمان خاتون کو ہر ایک شعبہ زندگی میں وہ حقوق حاصل ہوئے جو آج بیسویں صدی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ آزاد عیسائی عورت کو حاصل ہیں۔

جان ڈیون پورٹ

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ تمام مفتوح اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں جس کی زندگی کے واقعات محمد ﷺ کے وقائع حیات سے زیادہ مفصل اور سچے ہوں۔

فادر ولیم

اسلام امن کا مذہب ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اسے تلوار کے ذریعہ پھیلایا انہیں شاید اسلام کی تاریخ سے واقفیت نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دنیا کی چیزیں تمہاری آقا نہیں ہیں تم ان کے آقا ہو، اس لئے خدا کے علاوہ تمہیں دنیا کی چیزوں کے سامنے نہیں جھکنا چاہیئے۔

دوسری چیز پیغمبر اسلام نے ہمیں یہ سکھائی کہ انسان اپنی فطرت صحیحہ پر پیدا کیا گیا ہے۔ آپ نے مال و دولت، حسب و نسب یا رنگ کی بنیاد پر انسانوں کے درجے قائم کرنے کی مخالفت کی اور دُنیا سے غلام و آقا' مفلس و مالدار کے فرق کو مٹا دیا، عربی کو عجمی پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہ رکھی۔ لیکن آج کی مہذب دُنیا میں یہ امتیاز باقی ہے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اسلام کے بانی سے سبق سیکھیں۔

دنیاداری کو سب نے برا کہا، لیکن پیغمبر اسلام نے اس فرق کو ختم کر دیا اور بتایا کہ دنیاداری بھی دینداری ہے۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہو۔

جنگ عام طور سے بری سمجھی جاتی ہے مگر اسلام نے جنگ کے بھی اعلیٰ اُصول پیش کئے۔ ''جنگ میں ہر کام جائز ہے'' کے اصول کی مخالفت کی اور جنگ کا ایک خوبصورت نقشہ پیش کیا۔ آپ نے جنگ میں بھی ظلم اور ناشائستگی اور جھوٹ کی مخالفت کی، چنانچہ اسلام کے نام لیوا رات کے راہب اور دن کے شہسوار ہوا کرتے تھے۔

جان ڈیون پورٹ

محمد ﷺ کے اخلاق کی سب سے بڑی شہادت اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان پر سب سے پہلے ایمان لانے والے یا تو ان کے جگری دوست تھے یا ان کے گھر کے افراد جو ان کی گھریلو زندگی سے پوری طرح واقف تھے۔ وہ ضرور ان خامیوں کو

جان جاتے جو عام طور پر ایک مکار کے اعمال میں پائی جاتی ہیں۔

اسٹینلے لین پول

سب سے پہلے انہوں نے اپنے قریب رشتہ داروں اور احباب کو دعوت دی، اور اس حقیقت کو کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ ان کے سب سے گہرے دوست اور وہ افراد جو ان کے ساتھ رہتے تھے وہی سب سے پہلے ایمان لائے۔ کسی نبی پر ان کے اپنے گھر والوں کا ایمان لے آنا اس کے اخلاص کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

اس صحرا نشین کی سیرت و کردار کا صحیح صحیح اور متوازن جائزہ لینا بہت مشکل ہے۔ ان کے اخلاق میں شرافت، متانت اور حیاء، جرأت اور عزم کے ساتھ اس انداز میں ملے جلے ہیں کہ انسان کے لئے بجز ان کے احترام کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں رہتا۔

وہ ذاتِ مقدس جس نے کئی برسوں تک اکیلے لوگوں کی نفرت و استبداد کا مقابلہ کیا وہ وہی شخص تھا جس نے کسی سے مصافحہ کرتے ہوئے کبھی بھی اپنے ہاتھ کو کھینچنے کی کوشش نہ کی، وہ بچوں کا محبوب اور منظور تھا، وہ کبھی مسکراہٹوں سے نوازے بغیر ان کے پاس سے نہیں گزرا، وہ ہمیشہ انہیں محبت بھری نگاہوں سے دیکھتا اور مشفقانہ انداز سے انہیں خطاب کرتا، وہ بے تکلفی، اخلاص اور ہمت کا ایک نہایت ہی حسین امتزاج تھا۔

مہاتما گاندھی

مغربی دنیا اندھیرے میں غرق تھی کہ ایک روشن ستارا (سراج منیر) افق مشرق سے چمکا اور اس نے بے قرار دنیا کو روشنی اور تسلی کا پیام دیا۔

سیرت النبی کے مطالعہ سے میرے اس عقیدے میں مزید پختگی اور استحکام آ گیا کہ اسلام نے تلوار کے زور پر کائنات میں رسوخ حاصل نہیں کیا بلکہ پیغمبر اسلام ﷺ

کی انتہائی بے نفسی، عہد و مواثیق کا انتہائی احترام اور اپنے رفقاء و متبعین کے ساتھ گہری وابستگی، جرأت، بے خوفی، اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ، اور اپنے مقاصد و نصب العین کی حقانیت پر کامل اعتماد اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب تھے، یہ خصائص ہر رکاوٹ اور ہر مشکل کو اپنی ہمہ گیر رو میں بہا کر لے گئے۔

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور

وہ وقت دُور نہیں جب کہ اسلام اپنی نا قابل انکار صداقت اور روحانیت کے ذریعے سب کو اپنے اندر جذب کر لے گا' وہ زمانہ عنقریب آنے والا ہے جب اسلام ہندو مذہب پر غالب آجائے گا۔

ڈاکٹر کے ایس سیتارام

دنیا کی موجودہ تہذیب صرف اسلام کی بدولت ہے۔

لالہ بشن داس

جس عزت و توقیر اور تعظیم و تکریم، صدق و اِرادت، اور پریم کے ساتھ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جاتا ہے، کسی دوسرے پیر، پیغمبر، ولی، گورو، رشی اور نبی کا ہرگز نہیں لیا جاتا، جو اُخوت پیغمبر اسلام نے قائم کی ہے کوئی نہیں کرسکا۔

پروفیسر رگھو پتی سہائے فراق گورکھپوری

میرا اٹل ایمان ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر اسلام کی ہستی بنی نوع انسان کے لیے ایک رحمت تھی، پیغمبر اسلام نے تاریخ و تمدن، تہذیب و اخلاق کو وہ کچھ دیا ہے جو شاید ہی کوئی اور بڑی ہستی دے سکی ہو۔

گورونانک جی، بانی سکھ دھرم

م۔محمد من توں من کتاباں چار

من خدادی بندگی سچا ایہہ دربار

مہاتما ستیہ دھاری

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دنیا کو بے شمار قیمتی سبق پڑھاتی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک حیثیت دُنیا کے لئے سبق دینے والی ہے بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھ' سمجھنے والا دماغ' اور محسوس کرنے والا دل ہو۔

لالہ رام لال ورما

جمہوریت، اُخوت، مساوات، یہ عطیات ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان کو عطا کئے اور حقیقت میں یہی وہ اصول ہیں جن کی ہر زمانہ اور ہر دور کے مصلحوں اور معلموں نے اشاعت کی ہے۔

مسٹر اجیت پرشاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیغام دیا ہے وہ تمام کائنات کے لیے ہے، اگر صحیح جذبہ کے تحت دیکھا جائے تو غیر مسلموں نے بھی ان کی تعلیم سے استفادہ کیا، اسی لئے آپ کو مینارِ ہدایت کہہ سکتے ہیں۔ پیغمبر کا پیغام اس دنیا میں ایک ستارۂ نور ہے۔

مسٹر کے ایم منشی

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو ایمانداری، امن، اتحاد اور رواداری کا پیغام دیا۔ آج جب کہ تمام دُنیا نفاق اور فسادات سے ٹکڑے ہورہی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

راستہ پر چلنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔

پنڈت گووند بلبھ پنت

آپ ﷺ کی تعلیم کسی ایک ملک یا ملت کے لئے نہیں تھی، آپ ﷺ کا پیغام ساری دنیا کے لئے تھا۔ آپ نے اتحاد، بھائی چارہ اور انسانی ہمدردی کے اُصولوں پر زور دیا۔ میں اسی مہتم بالشان ہستی کو اپنا ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔

ہندو شعراء

یوں تو بے شمار ہندو شعراء نے رحمت دوعالم ﷺ کی شانِ اقدس میں نعتیہ قصائد پیش کر کے اظہارِ عجز و نیاز کیا ہے، لیکن بالاختصار چند شعراء بشکریہ مولانا محمد اجمل صاحب درج کئے دیتے ہیں۔

ہری چند اختر

کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس نے ذروں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

کالکہ پرشاد

گر شمس و قمر کو کوئی آنکھوں پہ اُٹھا لے

اور دولت کونین کو دامن میں چھپا لے
کالکہ پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے
نعلین محمد ﷺ کو وہ آنکھوں سے لگا لے

جگن ناتھ آزاد

غرض دنیا میں چاروں سمت اندھیرا ہی اندھیرا تھا
نشانِ نور گم تھا اور ظلمت کا بسیرا تھا
حقیقت کی خبر دیتا بشیر آیا، نذیر آیا
شہنشاہی نے جس کے پاؤں چومے وہ بشیر آیا
بھٹکتی خلق کو رستہ دکھانے راہنما آیا
سفینے کو تباہی سے بچانے ناخدا آیا
مبارک ہو زمانہ کو کہ ختم المرسلین آیا
سحابِ رحم بن کر رحمۃ اللعالمین آیا
خلیق آیا، کریم آیا، رؤف آیا، رحیم آیا
کہا قرآن نے جس کو صاحب خلق عظیم آیا
بشر بن کر زمانے کا جمالِ اولیں آیا
متاعِ صدق لے کر صادق الواحد وامیں آیا
وہ آیا جس کو کہیے فخرِ آدم ہادیٔ اکرم
وہ آیا جس کو لکھیے زندگی کا محسن اعظم
تجلی عام فرماتا ہوا شمس الضحیٰ آیا
امام الانبیاء آیا، محمد مصطفیٰ ﷺ آیا

دلّو رام کوثری

محمد مصطفیٰ ﷺ افضل ہیں یوں سارے رسولوں میں
کہ ہے جیسے گلاب افضل زمانے بھر کے پھولوں میں

کمالاتِ ولادتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

رخِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ کسی کی بزمِ خیال میں ہے نہ دُکانِ آئینہ ساز میں

﴿حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ﴾

ا:......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بوقت ولادت مبارک سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسا نور ظاہر ہوا کہ زمین سے آسمان تک روشن ہو گیا۔ اور مجھ کو مُلک شام کے محلات نظر آنے لگے۔ اور ایسی خوشبو ظاہر ہوئی کہ دماغِ عالم معطر ہو گیا، آپ مختون و ناف بُریدہ اور آلائشِ اطفال سے پاک پیدا ہوئے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبد المطلب کہتی ہیں کہ مَیں بوقت ولادت حضرت کی دایہ تھی۔ سو میں نے دیکھا کہ آپ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب آ گیا اور میں نے اس شب چھ عجیب چیزیں دیکھیں۔

اوّل یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب شکم مادر سے جُدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ شانہٗ کو سجدہ کیا۔

دوسرے یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اُٹھایا اور لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَنِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ فرمایا۔

تیسرے یہ کہ تمام گھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے روشن ہو گیا۔

چوتھے یہ کہ میں نے حسب دستور ارادہ آپ کے غسل کا کیا تو غیب سے آواز آئی کہ اے صفیہ تو غسل کی تکلیف گوارا نہ کر کیونکہ ہم نے ان کو شکمِ مادر سے پاک و

صاف جُدا کیا ہے۔

پانچویں یہ کہ آپ مختون وناف بریدہ پیدا ہوئے۔

چھٹے یہ کہ جب میں نے چاہا کہ آپکو کرتہ پہناؤں تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی جس پر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا ہوا تھا۔

۲:......نوشیرواں کا محل بوقتِ ولادت باسعات بحالت شکستگی ایسا پاش پاش ہوگیا جیسے لشکر کسریٰ کو پھر مجتمع ہونا نصیب نہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ محل مذکور بالکل پھٹ گیا تھا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے، اس پر کاہنوں نے کہا کہ اس سلطنت کے چودہ بادشاہ تخت نشین ہوں گے۔ یہ سن کر کسریٰ کو فی الحال تسلی ہوئی اور کہا کہ چودہ بادشاہوں کے گزرنے کے لئے ایک عرصہ دراز چاہیے مگر حال یہ ہوا کہ چار برس کے عرصہ میں ان کے دس بادشاہ گزر چکے اور باقی امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ تک ختم ہو گئے۔

عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا
عرب میں شور اُٹھا جس وقت اُسکی آمد آمد ہے

۳:......آپ کے میلاد شریف کے وقت آتش نمرود جو ہزار سال سے برابر روشن تھی۔ بسبب افسوس کے جو بطلانِ دین مجوس اور انشقاق ایوان کے باعث تھا جو اس کی بڑی حفاظت اور عبادت کرتے تھے بالکل سرد ہوگئی ہے اور نہر فرات کوفہ کے قریب جس پر نوشیرواں نے پُل باندھ کر عمارات عالیشان اور اس کے گرد بہت سے آتش کدے اور کنائس بنائے تھے ایسی حیران اور بیخود ہوئی اور ایسے ہاتھ پاؤں اس کے پھولے کہ اپنا بہاؤ چھوڑ کر ساوہ کے گھاٹ میں جو دمشق اور عراق کے درمیان ہے جا پڑی۔

۴:......منکرین نے بچشم خود دیکھا کہ علاوہ اور آیات و بینات مذکورہ بالا کے

جنات پر جو استراق سمع کے لیے اطراف آسمان کی طرف جاتے تھے برابر شعلہ ہائے آتش مارے جاتے ہیں اور یہ بھی کہ وقت ولادت شریف تمام روئے زمین کے بُت اوندے گر پڑے اس قسم کی بہت سی روائتیں ہیں۔ اختصاراً چھوڑی گئیں اور شب ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تخت ابلیس اُلٹ گیا۔ حضرت عبدالمطلب سے منقول ہے وہ کہتے تھے میں شب ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کعبہ شریفہ میں تھا۔ قریب وقت سحر میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف سجدہ میں گیا اور تکبیر کہی اور بُت جو خانہ کعبہ کے گرد تھے سب سرنگوں ہو گئے اور بُت ہبل جو سب سے بڑا تھا۔ منہ کی بَل ،گر پڑا اور اس کے اندر سے آواز آئی کہ آمنہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنا اور قریش کے ایک فریق کا ایک بُت تھا کہ ہر سال وہاں حاضر ہوتے تھے اور عید مناتے تھے، ایک شب وہ بُت اپنی جگہ سے جدا ہوا اور سرنگوں ہو گیا، لوگوں نے اس کو پھر سیدھا کیا وہ پھر سرنگوں ہو گیا اور اس کے اندر سے آواز آئی کہ پیغمبر آخر الزماں پیدا ہوئے اور ان کے نور سے مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا اور تمام بُت منہ کے بل ،گر پڑے اور بادشاہوں پر ان کا رعب چھا گیا۔

احادیث مبارکہ

حضور سرورِ عالم ﷺ کے ارشاداتِ گرامی بھی ملاحظہ ہوں جو آپ نے خود اپنے لیے تحدیث نعمت کے طور ارشاد فرمائے۔

(۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَوَّلُ مَنْ یَّنْشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔

(رواہ مسلم کتاب الفضائل ☆ مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین، پہلی فصل)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا سردار ہوں گا اور پہلا وہ شخص ہوں گا جس کی قبر سب سے پہلے شق ہوگی اور میں قبر سے باہر نکلوں گا۔

اور سب سے پہلا شفاعت قبول کرنے والا میں ہی ہوگا اور سب سے پہلا شخص جس کی شفاعت قبول کی جائے گی وہ میں ہی ہوں گا۔

فائدہ

اس حدیث شریف میں حضورِ انور ﷺ کی چار فضیلتیں ارشاد ہوئی ہیں جو اور کسی پیغمبر میں پائی نہیں جاتیں۔

(۲) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ تَبَعًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ۔

(مسلم کتاب الایمان ☆ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین پہلی فصل)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن نبیوں کی امتوں سے بڑھ کر میرے تابعدار زیادہ ہوں گے، اور میں ہی سب سے پہلے جا کر بہشت کے دروازہ پر (کھولنے کے لیے) دستک دوں گا۔

فائدہ

اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو فضیلتیں بیان کی گئی ہیں جو کسی دوسرے پیغمبر میں نہیں پائی جاتیں۔

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُهٗ تُرِکَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِهٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْکَ اللَّبِنَةِ فَکُنْتُ اَنَا سَدَدْتُّ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین، پہلی فصل)۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میری مثال اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جس طرح ایک محل ہو جس کی تعمیر بہت ہی خوبصورت طریقہ سے ہوئی ہو، اس محل میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو، پھر دیکھنے والے اُس کے گرد گھومے اور اس کی عمدہ تعمیر سے تعجب کرتے ہیں، مگر اس ایک اینٹ کی جگہ وہ خالی پاتے ہیں۔ وہ میں ہی ہوں کہ میں نے اس ایک اینٹ کی جگہ کو بھر دیا ہے اور وہ محل مکمل ہو گیا ہے اور میرے ہی ذریعہ سے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم ہوا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ اینٹ میں ہوں اور میں سب نبیوں میں آخری ہوں۔

فائدہ

اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ کی ایک فضیلت بیان کی گئی ہے کہ آپ سب پیغمبروں کے ختم کرنے والے ہیں، آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی دنیا میں نہیں آئے گا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت قیامت تک اپنی آب وتاب سے چمکتی رہے گی اور کوئی نبوت آپ کی نبوت کے لئے ناسخ نہیں ہوگی اور کوئی آپ کے بعد نبی ہونے کا نام بھی لے گا تو اُمّتِ محمدیہ اُسے ملعون وکذّاب جیسے القاب سے نوازے گی۔

☆☆☆☆☆☆

افضل الانبیاء ﷺ

حضور سرورِ عالم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے علی الاطلاق افضل ہیں۔ قطع نظر دیگر دلائل کے آپ کا اسم گرامی بھی اُن کے اسماء کے اعتبار سے افضلیت کی دلیل کافی ہے۔

مثلاً آدم علیہ السلام کا نام آدم کیوں ہے۔

اس لیے کہ آدم کے معنی گندم گوں ہیں، اس نام سے آپ کے رنگ کا پتہ چلتا ہے۔ ایسے ہی نوح کے معنی آرام کے ہیں اور اسحٰق کے معنی ہنسنے والا ہے اور یعقوب کے معنی پیچھے آنے والا ہے، یہ اپنے بھائی عیسو کے ساتھ توام پیدا ہوئے تھے اور موسیٰ کے معنی پانی سے نکالا ہوا، جب ان کا صندوق پانی سے نکالا گیا تھا تب ان کا یہ نام رکھا گیا تھا اور یحییٰ کے معنی عمر دراز اور عیسیٰ کے معنی سرخ رنگ اور اسم محمد ﷺ کا کیا کہنا، لیکن یاد رہے کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کے ذاتی اسماء گرامی دو ہیں، محمد اور احمد ﷺ ان دونوں ناموں میں تھوڑا سا فرق ہے۔ محمد وہ ہے جس کی تعریف وثناء سب زمین وآسمان والوں سے بڑھ کر کی ہو۔ لہٰذا فخر الاولین والآخرین کا اسم گرامی علم بھی ہے اور صفت بھی اور اپنے معانی کے لحاظ سے کمالاتِ نبوت پر دلالت کرنے والا ہے۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب "شہد سے میٹھا نامِ محمد ﷺ" پڑھیئے۔ بطورِ نمونہ چند احادیث۔

ثبوت افضلیت احادیث مبارکہ سے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْیُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین پہلی فصل)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں نہ دی گئیں۔ ایک مہینہ کی مسافت پر میرا رعب دشمنوں پر ڈال دیا گیا ہے اور میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاکیزگی بنائی گئی ہے (یعنی زمین پر تیمم کر کے نماز پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے، پس میری امت میں سے جس پر نماز کا وقت آئے پس چاہیے کہ جہاں ہو پڑھ لے، اور مجھ پر غنیمتیں حلال کی گئی ہیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کی گئیں اور مجھے بڑی اور عام شفاعت دی گئی ہے، اور پہلے نبی فقط اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے اور مجھے تمام لوگوں یعنی تمام قوموں کی طرف بھیجا گیا ہے۔

فائدہ

اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ کی پانچ فضیلتیں بیان کی گئی ہیں جو پہلے کسی پیغمبر میں نہیں پائی گئیں۔

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلتیں بے شمار ہیں، فقیر اس حدیث مبارک کے ساتھ معجزات عرض کرتا ہے تاکہ فضائل کے ساتھ کمالات و معجزات۔

معجزات

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی نَزَلْنَا وَادِیًا أَفْیَحَ فَذَھَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقْضِیْ حَاجَتَہٗ فَلَمْ یَرَ شَیْئًا یَسْتَتِرُ بِہٖ وَإِذَا شَجَرَتَیْنِ بِشَاطِئِ الْوَادِیْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِلٰی إِحْدٰھُمَا فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ أَغْصَانِھَا فَقَالَ انْقَادِیْ عَلَیَّ بِإِذْنِ اللّٰہِ فَانْقَادَتْ مَعَہٗ کَالْبَعِیْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِیْ یُصَانِعُ قَائِدَہٗ حَتّٰی أَتَی الشَّجَرَۃَ الْأُخْرٰی فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ أَغْصَانِھَا فَقَالَ انْقَادِیْ عَلَیَّ بِإِذْنِ اللّٰہِ فَانْقَادَتْ مَعَہٗ کَذٰلِکَ حَتّٰی إِذَا کَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَیْنَھُمَا قَالَ الْتَئِمَا عَلَیَّ بِإِذْنِ اللّٰہِ فَالْتَأَمَتَا فَجَلَسْتُ أُحَدِّثُ نَفْسِیْ فَحَانَتْ مِنِّیْ لَفْتَۃٌ فَإِذَا أَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مُقْبِلًا وَإِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ کُلُّ وَاحِدَۃٍ مِّنْھُمَا عَلٰی سَاقٍ۔

﴿مسلم، مشکوٰۃ باب فی المعجزات پہلی فصل﴾

ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر پر گئے۔ ہم ایک کشادہ وادی میں جا کر اُترے۔ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے کوئی ایسی چیز نہیں پائی جس کی اوٹ میں بیٹھ سکیں۔ ناگہاں آپ نے دو درخت وادی کے کنارہ پر پائے۔ ان میں سے ایک کی طرف رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے پھر اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کو پکڑ کر فرمایا: تو اللہ کے حکم سے میری فرمانبردار ہو جا۔ وہ آپ ﷺ کے ساتھ اس طرح چلا جس طرح وہ اونٹ جس کے ناک میں نکیل ہو اپنے چلانے والے کے تابع ہو کر چلتا ہے۔ یہاں تک کہ دوسرے درخت کے ہاں تشریف لائے اس کی بھی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کو پکڑ کر فرمایا: دونوں میرے سامنے اللہ کے حکم سے مل جاؤ۔ پھر وہ دونوں

مل گئیں اور میں بیٹھا ہوا اپنے دل میں خیال ہی کر رہا تھا، کچھ ہی وقت گذرا تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ تشریف لا رہے ہیں اور دونوں درخت ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور ایک ان میں سے اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا۔

فائدہ

اس حدیث مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درختوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع فرمان بنا دیا تھا۔ مسلمانوں کو تو بطریق اولیٰ آپ کا ہر فرمان مان لینا چاہیے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِيْ بَعْضِ نَوَاحِيْهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَّ لَا شَجَرٌ اِلَّا هُوَ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (رواہ الترمذی والدارمی، مشکوٰۃ باب فی المعجزات دوسری فصل)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا۔ پھر ہم مکہ معظمہ کے بعض اطراف میں نکل گئے۔ پھر کوئی پہاڑ اور کوئی درخت آپ کے سامنے نہیں آتا تھا مگر وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لطیفہ

یا رسول اللہ درخت پڑھ رہے ہیں لیکن آج کل یہ جملہ کلمہ پڑھنے والوں میں نزاعی ہے۔

فائدہ

اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہو سکتی ہے کہ ہر پہاڑ اور ہر درخت آپ پر سلام عرض کرتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ سَفَرٍ فَاَقْبَلَ اَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنٰى

قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ وَمَنْ يَّشْهَدُ عَلٰى مَا تَقُوْلُ قَالَ هٰذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلٰثًا فَشَهِدَتْ ثَلٰثًا اَنَّهٗ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَنْبَتِهَا۔

(رواہ الدارمی، مشکوۃ باب فی المعجزات دوسری فصل)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ایک اعرابی آیا۔ جب آپ کے قریب آیا، اُسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہی ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور بے شک محمد اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ اُس نے کہا، اس بات پر آپ کی تصدیق کون کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کانٹے دار درخت۔ پھر اُسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حالانکہ وہ وادی کے کنارے پر کھڑا ہوا تھا۔ وہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے تین مرتبہ گواہی دینے کے لئے فرمایا۔ اس نے تین مرتبہ گواہی دی کہ جو کچھ آپ ﷺ فرماتے ہیں ٹھیک ہے پھر اپنی اُگنے کی جگہ پر چلا گیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ يَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ اِرْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِيُّ ط (رواہ الترمذی وصححہ، مشکوۃ باب فی المعجزات دوسری فصل)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک گنوار رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں کس طرح پہچانوں کہ آپ نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اس کھجور کی ٹہنی کو بلالوں جو گواہی دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں (پھر تو مان جائے گا) پھر

رسول اللہ ﷺ نے اس ٹہنی کو بلایا، وہ کھجور کے درخت سے اتری یہاں تک رسول اللہ ﷺ کے آگے آگری۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: واپس چلی جا۔ پھر وہ گنوار مسلمان ہو گیا۔

اعجوبہ

یہ ایسا کمال ہے کہ عام آدمی سن کر دنگ ہو جاتا ہے اور وفادار اُمتی خوش ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک جنس حدیث کے ضعیف وصحیح کے چکر میں ہے۔ بہرحال معجزات کے متعلق علماء کرام فرماتے ہیں کہ

وَاِنَّ مُعْجِزَاتِهٖ ﷺ زَادَتْ عَلٰی مُعْجِزَاتِ جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ علیہم السلام عَدَدًا وَّ رُتْبَةً وَاِنَّهٗ اُوْتِیَ مِنْهَا مَالَمْ یُؤْتَ اَحَدٌ

حضور ﷺ کے معجزات تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر ہیں۔

گنتی میں بھی، رتبے میں بھی۔ بعض ایسے معجزے ہیں کہ پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئے۔

معجزات اشعار کے رنگ میں

سَبَّحَ اللّٰہُ بِاَیْدِیْہِ الْحَصٰی
فَسَمِعَہٗ مَنْ ھُنَالِکَ وَعَقَلَ

ترجمہ: سنگریزوں نے آپ کے دست مبارک میں آکر خدا کی پاکی بیان کی۔
چنانچہ ان تمام لوگوں نے اس کی تسبیح سنی اور سمجھی جو وہاں موجود تھے۔

تفصیل

یہ واقعہ ماخوذ ہے اس حدیث شریف سے جس کو بزار اور طبرانی (اوسط) اور ابو نعیم اور بیہقی نے بروایت حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور سرورِ دوعالم ﷺ تنہا تشریف فرما تھے۔ اتفاقاً میں بھی حاضرِ خدمت ہوا اور آپ کے قریب بیٹھ گیا۔ بعد ازاں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سلام کر کے بیٹھ گئے۔ ان کے بعد حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت حضور سرورِ کونین ﷺ کے سامنے سات کنکریاں رکھی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے اُن کو ہتھیلی پر رکھا، تو وہ سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنے لگیں۔ حتیٰ کہ میں نے ان کی بھنبناہٹ شہد کی مکھی کی بھنبناہٹ کی طرح سنی۔ اس کے بعد آپ نے ان کو ہاتھ سے رکھ دیا۔ وہ فوراً ہی چپ ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے ان کو لے کر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ وہ فوراً سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنے لگیں حتیٰ کہ میں نے

ان کی بھنبھناہٹ، شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح سنی۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے رکھا تو وہ پھر ساکت ہو گئیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا نام خلافتِ نبوت ہے۔

☆☆☆☆☆

سَلَّمَتْ أَحْجَارُ وَادٍ إِذْ رَأَتْ
يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَتْ تَسْتَهِلُّ

ترجمہ:۔ جنگل کے نالوں کے پتھروں نے آپ کو سلام کیا اور پکار پکار کر یا نبی اللہ کہنے لگے۔

تفصیل

یہ واقعہ ماخوذ ہے اس حدیث شریف سے جس کو ابنِ سعد ابونعیم نے بروایت برہ بنت ابی حجرۃ بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو خداوند عالم نے خلعتِ نبوت سے سرفراز فرمانے کا ارادہ کیا تو آپ حسبِ عادت خود قضائے حاجت کی غرض سے آبادی سے بالکل دُور ہو جاتے ہیں اور پہاڑ کی گھاٹیوں اور نالوں تک پہنچتے تھے تو جس پتھر یا درخت پر سے گزرتے تھے وہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ" پکارتا تھا۔ آپ دائیں بائیں گردن پھیر پھیر کر دیکھتے تھے مگر کوئی نظر نہ آتا تھا۔ ابونعیم کی ایک اور روایت میں اس قدر اور ہے کہ آپ ان کو وعلیکم کہہ کر جواب دیتے تھے۔

☆☆☆☆☆

وَالطَّعَامُ حِيْنَ يُوْتٰى عِنْدَهٗ
سَبَّحَ اللهَ فَمَا عَنْهُ غَفَلْ

ترجمہ:۔ اور جب کھانا آپ کے سامنے لایا گیا تو اس نے خدا کی پاکی بیان کی

اور وہ اس سے غافل نہ ہوا۔

تفصیل

یہ واقعہ ماخوذ ہے اس حدیث سے جس کو ابو الشیخ نے کتاب العظمۃ میں بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ثرید (ایک قسم کا شوربا جس میں روٹیوں کے ٹکڑے بھی پڑے ہوئے تھے) لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کھانا سبحان اللہ کہہ رہا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کے سبحان اللہ کہنے کو سمجھ لیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ اس کے بعد آپ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اس برتن کو اس شخص کے قریب لے جاؤ۔ وہ اس کے قریب لے گیا تو وہ بولا۔ یا رسول اللہ علیہ السلام بے شک اس میں سے سبحان اللہ، سبحان اللہ کی آواز آرہی ہے۔ اس کے بعد آپ نے ایک اور شخص کے قریب کرنے کا حکم دیا۔ اس نے بھی وہی کہا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے پاس واپس کرلیا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اچھا ہو کہ موجودہ لوگوں میں سے آپ ہر شخص کے قریب کئے جانے کا حکم دیتے تو آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کے پاس جا کر اس کی آواز نہ آتی تو اس کی نسبت یہ مشہور ہو جاتا کہ یہ گنہگار ہے اس کو واپس لاؤ۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس واپس لایا گیا۔

☆☆☆☆☆

وَالْبَعِيْرُ اِذَا اَرَدُوْا نَحْرَهٗ

جَاءَ وَنَجَا بِعِمْنٍ تَنْهَمِلُ

ثُمَّ فِیْ اُذْنَيْهِ نَاجٰی مُغْضِبًا

مَا بِهٖ مِنْ اُذْمَةِ الْبَلْوٰی نَزَلْ

فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ خَلَّاهُ سُدًى
لَا يُعَنَّى فَهُوَ مِنْ حُرِّ الْجَمَلْ

ترجمہ:- ایک اونٹ کے مالکوں نے اس کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو وہ آپ کے پاس اشکبار آنکھوں کے ساتھ آیا اور وہ مصیبت گوش گزار کی جو اس پر پڑی تھی۔ آپ نے اس کو لے کر بے مہار چھوڑ دیا، تو وہ آزاد ہو کر پھرنے لگا۔

تفصیل

یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو طبرانی اور ابو نعیم نے بروایت لیلی بن مرہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو ایک اونٹ کو چلاتے ہوئے دیکھا۔ اونٹ نے آپ کو سجدہ کیا۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کو سجدہ کرنے کا اونٹ کی بہ نسبت زیادہ حق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو کسی کے لیئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ تم لوگ جانتے ہو کہ یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے مالکوں کی چالیس سال تک خدمت کی۔ اب جب کہ میں بوڑھا ہو گیا تو انہوں نے میری خوراک کم کر دی اور کام زیادہ لینا شروع کر دیا۔ اب ان کے یہاں ایک تقریب ہے تو انہوں نے چھری لے کر میرے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے مالکوں سے یہ سرگذشت کہلا بھیجی۔ انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ! بالکل صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس کو میرے لیے چھوڑ دو۔

☆☆☆☆☆

وَاسْتَغَاثَتْ ظَبْيَةٌ قَدْ شَدَّهَا
حَابِلٌ رَامَ اقْتِنَاصًا مَا احْتَبَلْ

يَا نَبِيَّ اللهِ اَطْلِقْنِيْ اَعُدْ
بَعْدَ اِرْضَاعِيْ لِخَشْفٍ مُنْخَزِلْ
حَلَّهَا تَعْدُوْ وَيَتْلُوْا اَنَّهٗ
خَاتَمُ الرُّسْلِ وَحَلَّالُ الْعُضَلْ
ثُمَّ عَادَتْ تَقْتَفِيْ آثَارَهَا
لِلْاَسْرِ مَا اَخْلَفَتْ بِالْاَجَلْ
ثُمَّ خَلَّاهَا تَصِيْحُ فِي الْفَلَا
تُعْلِنُ التَّوْحِيْدَ جَهْرًا لَا تَمَلّْ

ایک ہرنی نے آپ سے فریاد کی کہ جس کو ایک ایسے شکاری نے باندھ رکھا تھا جو بارادہ شکار (اُس کو پھانس چکا تھا اور) وہ پھنس گئی تھی (اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ) اے خدا کے نبی! آپ مجھ کو تھوڑی دیر کے لیے کھول دیجئے، میں اپنے ضعیف اور چھوٹے بچوں کو دودھ پلا کر بہت جلد اسی جگہ واپس آجاؤں گی۔ آپ نے اسے کھول دیا تو وہ دوڑتی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی گئی کہ آپ یقیناً آخری پیغمبر اور مشکلوں کی گرہ کھول دینے والے ہیں (پھر تھوڑی دیر کے بعد) پچھلے پیروں لوٹ کر قید ہونے کے لیے آگئی ۔اور وعدے کی مدت میں کچھ خلل نہ ڈالا۔ پھر آپ نے (باجازت شکاری) اُس کو چھوڑ دیا کہ وہ جنگل میں چیخ چیخ کر توحید خداوندی کا اعلان کرتی اور نہ تھکتی تھی۔

تفصیل

یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی اور ابو نعیم نے بروایت زید بن ارقم بیان کیا ہے کہ میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تھا کہ ہمارا گزر ایک اعرابی کے خیمہ کی طرف

ہوا۔ وہاں دیکھا کہ ایک ہرنی خیمے کے چوبوں سے بندھی ہوئی تھی۔ اُس نے آپ کو دیکھتے ہی عرض کیا کہ ''یارسول اللہ! اس اعرابی نے مجھ کو پکڑا ہے اور جنگل میں میرے دو بچے ہیں، میرے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا ہے، یہ نہ تو مجھے ذبح کرتا ہے کہ میں اس مصیبت سے چھوٹوں، اور نہ آزاد کرتا ہے کہ میں اپنے بچوں کے پاس جنگل میں پہنچ جاؤں''۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ میں تیری رسّی کھول دوں تو تُو لوٹ کر واپس آجائے گی۔ اُس نے عرض کیا کہ ضرور آجاؤں گی، اور اگر وعدہ خلافی کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ کو عشار (محصول لینے والا) کا سا عذاب دے۔ آپ نے سُن کر اُسکو چھوڑ دیا ۔تھوڑی دیر نہ گزرنے پائی تھی کہ وہ واپس آگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو پھر خیمہ سے باندھ دیا۔ اس کے بعد اعرابی اپنے ساتھ پانی کی مشک لیے ہوئے آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس ہرنی کو ہمارے ہاتھ بیچو گے۔ وہ بولا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں یہ آپ ہی کو دیئے دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑ دیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ مَیں نے خود دیکھا کہ وہ جنگل میں '' سُبْحَانَ اللہ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتی پھرتی تھی، بلکہ صاحب نزہۃ المجالس لکھتے ہیں کہ اس کی اولاد تک یہ طریقہ رہا کہ آپ کے وصال کے بعد بھی مزار پاک پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہے۔ چنانچہ بعض بزرگوں نے اسے دیکھا بھی۔

☆☆☆☆☆

وَدَعَا جَمْعًا مِنْ اَهْلِ صُفَّةٍ
كَانُوْا وَاتَّخَذُوا اللَّيْلَ جَمَلْ
لِطَعَامٍ قَدْرُهٗ مُدٌّ قَدْ
لِثَمَانِيْنَ وَقَدْ زَادَ الْاُكُلْ

ترجمہ:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابِ صفہ کی ایک جماعت کو جو راتوں کو عبادت کرتی اور

ساری ساری رات جاگتی تھی، کھانے کے لیے بلایا، جس کی مقدار ایک مد تھی۔ یہ تھوڑی سی مقدار اسی ۸۰/آدمیوں کے لیے کافی ہوگئی اور جس قدر رکھا یا اُس سے زیادہ بچ گیا۔

تفصیل

یہ واقعہ اُس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی اور ابو نعیم نے بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ اہل صفہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ میں اُن کو بلا لایا۔ اس وقت آپ ﷺ نے ہم سب کے سامنے ایک پیالہ رکھا جس میں کوئی چیز جو کی بنی ہوئی تھی، میرے خیال میں ایک مد سے زائد نہ تھی۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھ کر فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ کے کھا جاؤ۔ ہم سے جس قدر کھایا گیا، خوب کھایا۔ ہم لوگ ستر اور اسی کے درمیان میں تھے۔ اس کے بعد ہم نے اپنے اپنے ہاتھ کھینچ لیے مگر وہ پیالہ ویسے کا ویسا ہی بھرا ہوا تھا، کوئی فرق معلوم نہ ہوتا تھا۔ فقط انگلیوں کا نشان اُس میں معلوم ہوتا تھا۔

☆☆☆☆☆

وَابْنُ اَسْقَعَ اِشْتَکٰی مِنْ فَاقَۃٍ
مُذْ ثَلٰثٍ لَمْ یَذُقْ طَعْمَ الْاُکُلْ
فَدَعَا خُبْزًا بِسَمْنٍ قَتَّۃً
وَدَعَا قَوْمًا لِیَنْتَابُوا النُّزُلْ
فَالثَّلَاثُوْنَ اَتَوْہُ وَانْتَھٰی
کُلُّھُمْ شِبْعًا وَبَعْدَھُمْ اَکَلْ
وَھُوَ بَاقٍ لَمْ یَزِدْہُ اَکْلُھُمْ
غَیْرَ تَکْثِیْرٍ وَمَا کَانَ اَوَّلْ

ترجمہ:۔ حضرت واثلہ بن اسقع نے فاقہ کی شکایت کی۔ تین دن سے کھانے کا مزہ بھی نہیں چکھا۔ پس آپ ﷺ نے ایک روٹی منگوا کر گھی میں اس کے ٹکڑے کر دیئے اور ایک ایک جماعت کو بلایا کہ وہ باری باری سے اُس کو کھائیں۔ پس تیس آدمی آپ ﷺ کے پاس آئے اور اُن سب کا پیٹ بھر گیا اور اُن سب کے بعد آپ ﷺ نے کھایا۔ وہ کھانا اسی طرح بچارہا، کم تو نہ ہوا، بلکہ بجائے کم ہونے کے بڑھ گیا۔

تفصیل

یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو حاکم نے بسند یزید بن ابی مالک بروایت واثلہ بن اسقع بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں پر تین دن بغیر کھائے پیے گزر گئے۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حالت کی خبر دی۔ آپ نے دریافت کیا کہ گھر میں کوئی چیز کھانے کے قابل ہے۔ لونڈی نے عرض کیا کہ ایک روٹی اور تھوڑا سا گھی ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو اپنے پاس منگوایا اور روٹی کے ٹکڑے اپنے دست مبارک سے کئے اور فرمایا کہ جا کر دس آدمیوں کو بلا لاؤ۔ میں اُن کو بلا لایا۔ ہم سب نے مل کر کھایا اور خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ مگر اس کھانے پر فقط یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہماری انگلیوں سے کچھ نشان سے بن گئے ہیں۔ جب ہم لوگ سیر ہو کر کھا چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دس آدمیوں کو اور بلا کر لاؤ۔ میں اُسی طرح بلاتا رہا مگر اس کھانے میں بجز زیادتی کے اور کچھ معلوم نہ ہوا۔

☆☆☆☆☆

وَقَضٰی عَنْ جَابِرٍ مِنْ صُبْرَةٍ
مَا عَلَیْہِ مِنْ دُیُوْنٍ لَا تَقِلُّ
لَمْ تَکُنْ تَکْفِیْ اِذَا اَحْصَیْتَھَا

بَعْضَهَا اِذَا فَعَمْ وَاَنْهَبُ وَكُلُ
وَقَضَاهَا مُوْفِيَا اِذْ اَنْكَرُوْا
حَطَّهَا شَيْئًا وَتَاخِيرَ الْاَجَلُ

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قرض آپ نے ایک ڈھیری سے ادا کر دیا جو کہ بہت سا تھا، حالانکہ اگر تم اُس کو جانچتے (تو ظاہر ہو جاتا) کہ اُن کے قرض کے بعض حصہ کو بھی اس ڈھیری سے ادا کرنا ناممکن تھا، اور جب قرض خواہوں نے دونوں باتوں سے انکار کر دیا کہ وہ نہ تو قرض کا کوئی حصہ معاف کریں گے اور نہ ہی ادائے قرض کی مہلت میں توسیع کریں گے تو آپ نے اُسی ڈھیری سے اُن کا قرض پورا ادا کر دیا۔

تفصیل

یہ واقعہ اُس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جس کو بخاری نے بسند شعبی بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ میرے باپ جنگ اُحد میں شہید ہوئے اور اُنہوں نے چھ لڑکیاں چھوڑیں اور بہت سا قرض چھوڑا۔ جب کھجوریں پک گئیں اور وہ وقت آیا کہ ان کو درخت پر سے توڑا جائے تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ واقف ہیں کہ میرے والد شہید ہو گئے اور بہت سا قرض اُن پر ہے۔ میری خواہش تھی کہ قرض خواہوں کی نظر آپ پر پڑتی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے کھجور کے درختوں پر سے جس قدر چھوہارے ٹوٹیں جا کر اُن سب کو ایک جگہ جمع کر لو۔ میں نے ارشادِ نبوی ﷺ کی تعمیل کی اور آپ ﷺ کی خدمت میں بغرض شرکت حاضر ہوا۔ آپ ﷺ وہاں تشریف لائے اور بڑی ڈھیری کے آس پاس تین مرتبہ گھومے اور اُس پر بیٹھ گئے، اس کے بعد فرمایا کہ جا کر قرض خواہوں کو بلا لاؤ۔ جب وہ لوگ آ گئے تو آپ ﷺ نے ناپ ناپ کر اُن کو دینا شروع کیا، یہاں

تک کہ خداوند عالم نے میرے باپ کے سارے قرض کو اس میں سے ادا کر دیا اور میں اسی پر زیادہ خوش تھا کہ میرے اور میری بہنوں کے لیے اُس میں سے ایک چھوہارہ بھی نہ بچے مگر والد مرحوم کا قرض سب ادا ہو جاوے۔ لیکن خدا کی قسم ساری ڈھیریاں سالم بچ رہیں، یہاں تک کہ جس ڈھیری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اس میں سے مجھ کو ایک چھوہارہ بھی کم معلوم نہ ہوتا تھا۔

خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آخر میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اربعین خصائص پر رسالہ کو ختم کرتا ہوں۔ یاد رہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا احاطہ بشری طاقت سے باہر ہے، علمائے ظاہر و باطن سب یہاں عاجز ہیں۔ چنانچہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ متوفی ۴۲۵ھ یوں فرماتے ہیں کہ مجھے ان تین چیزوں کی حد و غایت معلوم نہ ہوئی

۱۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات۔

۲۔ مکر نفس۔

۳۔ معرفت نفس (نفحات الانس مصنفہ ملا جامی قدس سرہٗ متوفی ۸۹۷ھ)

امام شریف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۹۴ھ اپنے قصیدہ ''بردہ شریف'' میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔

چھوڑ کر دعویٰ وہ جس کے ہیں نصاریٰ مدعی
چاہو جو مانو اُسے زیبا ہے اللہ کی قسم
جو شرف چاہو کرو منسوب اُس کی ذات سے
کوئی عظمت کیوں نہ ہو، ہے منزلت سے اس کی کم
حد نہیں رکھتی فضیلت کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
لب کشائی کیا کریں اہل عرب اہل عجم

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۵۲ھ ''مدارج النبوۃ'' میں یوں

فرماتے ہیں

ہر مرتبہ کہ بود در امکان بروست ختم
ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۳۹ھ رقمطراز ہیں۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَر
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَايُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ
بعد از خُدا بزرگ تُوئی قِصّہ مختصر

اے صاحب جمال اور سردار بشر آپ کے روشن چہرہ سے چاند منور ہے۔ آپ کی شان بیان کرنا کماحقہ ممکن نہیں۔ قصہ مختصر خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔

قرآن حکیم یوں ناطق (گویا) ہے "كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً" (پ۵ رسورۃ النساء آیت نمبر۱۱۳) آپ پر خدا کا فضل عظیم ہے "اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" (پارہ ۲۹ رسورۃ قلم آیت نمبر۴) بے شک آپ کی خو بو بڑی شان کی ہے "اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ" (پارہ ۲۱ رسورۃ احزاب آیت ۵) "یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے" بے شک ہمارے نبی تمام مخلوقات سے افضل ہیں، جو فضائل و معجزات حضور سید المرسلین ﷺ سے مخصوص ہیں، ان کو آپ کے خصائص کہتے ہیں۔ یہ خصائص بھی بکثرت اور حد وحصر سے خارج ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ نے بیس سال کی محنت سے احادیث و آثار و کتب تفسیر و شروح حدیث وفقہ واصول و تصوف میں حضور رسول اکرم ﷺ کے خصائص کا تتبع کیا ہے اور "خصائص کبریٰ" تصنیف فرمائیں جن میں ہزار سے زیادہ خصائص مذکورہ ہیں۔ قطب شعرانی متوفی ۹۶۵ھ نے "کشف الغمہ" میں اپنے استاذ علامہ سیوطی کے خط سے یہی خصائص نقل

کیے ہیں، ان میں سے بعض مختصر بحوالہ "سیرۃ نبوی" مصنفہ پروفیسر مولانا مولوی نور بخش صاحب (مرحوم) توکلی ایم اے (وغیرہ) یہاں بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو سب نبیوں سے پہلے پیدا فرمایا اور سب سے اخیر میں مبعوث فرمایا (آپ اول و آخر ظاہر و باطن اور بکل شیٔ علیم ہیں۔ (مدارج النبوۃ)۔

(۲) عالم ارواح ہی میں آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا اور اسی عالم میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی روحوں نے آپ کی روحِ انور سے استفاضہ کیا۔

(۳) عالم ارواح میں دیگر انبیاء کرام کی رُوحوں سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا کہ اگر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ کو پائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں جیسے قرآن کریم میں ہے "لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" (پارہ ۳ رکوع ۱۷ سورۂ آل عمران آیت نمبر ۸۱)۔

(۴) یومِ الست میں سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ نے بلیٰ کہا تھا۔

(۵) حضرت آدم علیہ السلام اور تمام مخلوقات حضور انور ﷺ ہی کے لیے پیدا کیے گئے۔

(۶) حضور نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک عرش کے پایہ پر اور ہر ایک آسمان پر اور بہشت کے درختوں اور محلات پر اور حوروں کے سینوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا گیا ہے۔

(۷) کتب الہامیہ سابقہ تورات و انجیل وغیرہ میں آپ کی بشارت درج ہے۔

(۸) حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم ﷺ کے والد ماجد تک حضور ﷺ کا نسب شریف سفاح (زنا) سے پاک وصاف رہا ہے۔

(۹) حضورِ انور ﷺ کی پیدائش کے وقت بت اوندھے گر پڑے اور جنوں نے

اشعار پڑھے۔

(۱۰) حضور نبی کریم ﷺ ختنہ کیے ہوئے، ناف بریدہ اور آلودگی سے پاک و صاف پیدا ہوئے۔

(۱۱) پیدائش کے وقت آپ سجدہ میں تھے اور ہر دو انگشت ہائے شہادت آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے تھے۔

(۱۲) آپ کے ساتھ پیدائش کے وقت ایسا نور نکلا کہ اس میں آپ کی والدہ ماجدہ نے ملک شام کے محل دیکھ لیے۔

(۱۳) فرشتے آپ ﷺ کے گہوارے کو ہلایا کرتے تھے۔ آپ نے گہوارے میں کلام کیا، چنانچہ آپ چاند سے باتیں کیا کرتے تھے، جس وقت آپ اس کی طرف انگشت مبارک سے اشارہ فرماتے تو وہ آپ کی طرف جھک جاتا۔ "فتاویٰ مولوی عبد الحیٔ لکھنوی جلد اول ۹۷" میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام! چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا کرتا تھا جب کہ آپ ﷺ ان دنوں چند روزہ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے میرا ہاتھ مضبوط باندھ دیا تھا، اس کی اذیت (تکلیف) سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ ﷺ تو ان دنوں چہل روزہ تھے، آپ کو یہ حال کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا کہ لوحِ محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالانکہ شکم مادر میں تھا۔ (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ج ۵ مطبوعہ مصر)

(۱۴) بعثت سے پہلے گرمی کے وقت اکثر بادل آپ پر سایہ کرتا اور درخت کا سایہ آپ ﷺ کی طرف آجایا کرتا تھا۔

(۱۵) مولا کریم نے قرآن مجید میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہر عضو مبارک مثلاً دل، زبان، آنکھ، چہرہ، ہاتھ، گردن، سینہ، پشت وغیرہ کا ذکر کیا ہے جس سے حق جلا

علا کی کمال محبت وعنایات پائی جاتی ہے، آیات یہ ہیں۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى (نجم ع ۱) نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ (شعراء ع ۱۱) مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (نجم شروع) فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ (دخان رکوع ۳) مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى (نجم ع ۱) قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ (بقرہ ع ۱۷) وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ (بنی اسرائیل ع ۳) يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ. اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِىْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ (انشراح شروع)

(۱۶) حضور نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک میں سے ستر نام مثلاً نور، عزیز، رؤف، رحیم وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہیں (بلکہ آپ مظہر جمیع اسمائے الٰہی ہیں)۔

(۱۷) حضور نبی کریم ﷺ اپنے پیچھے سے ایسا دیکھتے جیسا آگے سے پیچھے اور رات کو اندھیرے میں ایسا دیکھتے جیسا کہ دن کے وقت اور روشنی میں دیکھتے۔

(۱۸) حضور نبی کریم ﷺ کے دہن (منہ) مبارک کا لعابِ دہن آبِ شور کو شیریں بنا دیتا تھا اور شیر خوار بچوں کے لیے دودھ کا کام دیتا تھا۔

(۱۹) جب آپ ﷺ کسی پتھر پر چلتے تو اس پر آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کا نشان ہو جاتا۔ چنانچہ مقام ابراہیم میں ہے اور سنگ مکہ میں آپ کی کہنیوں کا نشان مبارک مشہور ہے۔ ﴿خصائص کبریٰ وشرح ہمزیہ ابن حجر ہیتمی﴾

(۲۰) آپ ﷺ کی بغل مبارک پاک وصاف اور خوشبودار تھی، اس میں کسی قسم کی بوئے ناخوش نہ تھی۔

(۲۱) آپ کی آواز مبارک اتنی دور تک پہنچتی کہ دوسرے کسی شخص کی نہیں پہنچتی تھی، چنانچہ جب آپ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے تو خواتین اپنے گھروں میں سن لیا کرتی تھیں۔

(۲۲) آپ ﷺ کی قوتِ سامعہ سب سے بڑھ کر تھی یہاں تک کہ اکثر اژدھام (بھیڑ) ملائکہ کے سبب سے آسمان میں جو آواز پیدا ہوتی آپ وہ بھی سن لیتے تھے۔

(۲۳) خواب میں آپ کی آنکھ مبارک سو جاتی مگر دل بیدار رہتا۔ بعض کہتے ہیں کہ دیگر انبیاء کرام کا بھی یہی حال تھا۔

(۲۴) آپ نے کبھی جمائی اور انگڑائی نہیں لی اور نہ کبھی آپ کو احتلام ہوا۔ دیگر انبیائے کرام بھی اس فضیلت میں مشترک ہیں۔

(۲۵) حضور نبی کریم ﷺ کا پسینہ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

﴿زرقانی علی المواہب جز رابع ص ۲۲۳، صحیح بخاری کتاب الصیام، باب مایذکر من صوم النبی ﷺ وافطار﴾

(۲۶) حضور نبی کریم ﷺ میانہ قد مائل بہ درازی تھے مگر جب دوسروں کے ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے زیادہ بلند نظر آتے تاکہ باطن کی طرح ظاہری صورت میں بھی کوئی آپ ﷺ سے بڑا معلوم نہ ہو۔ ﴿﴾ مواہب لدنیہ

(۲۷) حضور نبی کریم ﷺ کا سایہ نہ تھا کیونکہ آپ ﷺ نور ہی نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

(۲۸) حضور انور ﷺ کا خون اور تمام فضلات پاک تھے بلکہ آپ کے بول شریف کا پینا شفا تھا۔ (درالمختار، عینی شرح بخاری، شفا قاضی عیاض، مواہب اللدنیہ، زرقانی و مدراج النبوۃ، کشف الغمہ وغیرہ۔

(۲۹) حضور نبی کریم ﷺ کے براز کو زمین نگل جایا کرتی تھی اور وہاں سے کستوری کی خوشبو آیا کرتی تھی۔

(۳۰) آپ ﷺ جس گنجے کے سر پر اپنا دست شفا پھیرتے اسی وقت بال اُگ آتے، اور جس درخت کو لگاتے وہ اسی سال پھل دیتا۔

(۳۱) آپ ﷺ جس کے سر پر ہاتھ رکھتے آپ کے دست مبارک کی جگہ کے

بال سیاہ ہی رہا کرتے، کبھی سفید نہ ہوتے۔

(۳۲) آپ رات کے وقت دولت خانے میں تبسم فرماتے تو گھر روشن ہو جاتا۔

(۳۳) حضورِ اقدس ﷺ کے بدن مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ جس راستے سے آپ ﷺ گزرتے اس میں بوئے خوش رہتی جس سے پتہ چلتا کہ آپ ﷺ یہاں سے گزرے ہیں۔

(۳۴) جس چوپائے پر آپ ﷺ سوار ہوتے وہ بول و براز نہ کرتا جب تک کہ آپ ﷺ سوار رہتے۔

(۳۵) بعض غزوات میں فرشتے آپ ﷺ کے ساتھ ہو کر دشمنوں سے لڑے مثلاً بدر و حنین وغیرہ معرکوں میں۔

(۳۶) قرآنِ کریم اور دیگر کتب الہامیہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوائے آپ کے کسی اور پیغمبر پر درود وارد نہیں ہوا۔

(۳۷) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر شئے کا علم دیا یہاں تک کہ روح اور ان اُمورِ خمسہ کا علم بھی عنایت فرمایا جو "سورۂ لقمان" کے اخیر میں مذکور ہیں۔ ﴿آیت نمبر ۳۴﴾

(۱) قیامت کب ہوگی۔ (۲) مینہ کب ہوگا۔ (۳) ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے۔ (۴) کوئی کس زمین میں مرے گا اور کل کیا ہوگا۔ (کشف الغمہ للشعرانی بحوالہ خصائص للسیوطی، جز ثانی ص ۳۶ ☆ کلمۃ العلیا وغیرہ)

(۳۸) حضور نبی کریم ﷺ سارے اِنس و جن و ملائکہ کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے۔

(۳۹) چاند کا دو ٹکڑے، ہونا شجر و حجر (درخت و پتھر) کا سلام کرنا اور رسالت کی شہادت دینا، ستون حنانہ کا رونا اور آپ کی انگلیوں سے چشمے کی طرح پانی کا جاری ہونا

یہ سب معجزات آپ ﷺ کو عطا ہوئے۔

(۴۰) حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ (مگر ثلثون دجالون کذابون، تیس دجال جھوٹے مرزا قادیان کی طرح۔

(۴۱) حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کنایہ سے خطاب دیا اور فرمایا مثلاً یَاَیُّھَاالنَّبِیُّ یَاَیُّھَاالرَّسُوْلُ بخلاف دیگر انبیاء علیہم السلام انہیں ان کے نام سے خطاب کیا گیا۔ مثلاً یا آدم، یا موسیٰ، یا عیسیٰ، علی نبینا وعلیھم الصلوٰۃ والسلام۔

(۴۲) جہاں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے نام کی تصریح فرمائی وہاں ساتھ ہی رسالت یا کوئی وصف فرمایا مثلاً وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (پ۴ آل عمران ع ۱۵) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (پ۱۸، سورہ نور، ع۹) مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ (پ۲۲، احزاب، ع۵)

(۴۳) حضور نبی کریم ﷺ کو نام مبارک کے ساتھ خطاب کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا یعنی لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا (پ۱۸، سورہ نور، ع۹) رسول اللہ ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسا ٹھہراؤ جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے حالانکہ دیگر امتیں اپنے اپنے نبیوں کو نام کے ساتھ خطاب کیا کرتے تھے۔

ھذا آخر رقمہ القبلہ القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہٗ بہاولپور پاکستان ۲۳ ذیقعدہ ۱۴۱۳ھ فصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

بانی ادارہ صراطِ مستقیم پاکستان مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

کا اہم اور اچھوتے موضوعات پر لٹریچر

- فہم دین اوّل تا ششم — سیٹ 1560 روپے
- غائبانہ جنازہ جائز نہیں — 220 روپے
- مفہوم قرآن بدلنے کی واردات — 160 روپے
- محاسن اخلاق — 120 روپے
- عید النبی ﷺ کی دھوم — 50 روپے
- ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں — 50 روپے
- میرے لئے اللہ کافی ہے — 40 روپے
- حق چار یار — 40 روپے
- جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ کرام — 40 روپے
- فکر آخرت — 40 روپے
- ہاں ہم سنی ہیں — 40 روپے
- سرکار غوث اعظم اور آپکا آستانہ — 40 روپے
- ایک نومسلم کے سوالات کے جوابات — 40 روپے
- شانِ رسالت سمجھنے کا ایمانی طریق — 40 روپے
- توحید وشرک — 40 روپے
- احقاق حق — 40 روپے
- تحفظ ناموسِ رسالت ایک فرض ایک قرض — 40 روپے
- چٹاگانگ میں چند روز — 30 روپے
- تحفظ حدود اللہ اور ترمیمی بل — 30 روپے
- ایصال ثواب اور گیارھویں شریف کی شرعی حیثیت — 30 روپے
- فقہ حنفی سنت نبوی کے آئینے میں — 30 روپے
- دختران اسلام کے لیے آئیڈل کردار — 30 روپے
- جادو کی مذمت — 20 روپے
- اصلاح اور اُس کا اجر — 20 روپے
- نورانیت مصطفیٰ ﷺ کا انکار کیوں — 20 روپے
- امام زین العابدین کے اٹل فیصلے مع حب حضرت علی رضی اللہ عنہ — 40 روپے

- شانِ ولایت قرآن وحدیث کی روشنی میں — 20 روپے
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علمی ذوق — 20 روپے
- امام اعظم رضی اللہ عنہ بحیثیت بانی فقہ — 20 روپے
- محبت ولی کی شرعی حیثیت — 20 روپے
- صلوٰۃ وسلام پر اعتراض آخر کیوں — 20 روپے
- فقہ حنفی پر چند اعتراضات کے جوابات — 20 روپے
- ربط ملت اور اہلسنت کی ذمہ داریاں — 20 روپے
- خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام — 20 روپے
- فحش گانوں کا عذاب — 20 روپے
- رسول اللہ ﷺ کی نماز — 20 روپے
- ترک تقلید کی تباہ کاریاں — 20 روپے
- اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور اُن کا حل — 20 روپے
- صراط مستقیم کی روشنی — 20 روپے
- مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے — 20 روپے
- رسول اللہ ﷺ بحیثیت مبشر — 20 روپے
- منصب نبوت اور عقیدہ مومن — 20 روپے
- محبت الٰہی اور اسکی چاشنی — 20 روپے
- فہم زکوٰۃ — 20 روپے
- حل مشکلات اور عقیدہ صحابہ — 20 روپے
- توحید باری تعالیٰ — 20 روپے
- قربانی صرف تین دن جائز ہے معہ قربانی کے جانور — 20 روپے
- روزہ کے اسرار ورموز مع تراویح بیس رکعت سنت ہے — 40 روپے
- اِنما انا بشر مثلکم — 40 روپے
- تربیت اولاد — 30 روپے
- رنج والم سے نجات کا راستہ — 40 روپے
- مسئلہ حاضر وناظر — 40 روپے
- فضائل مکہ شریف مع فضائل مدینہ شریف — 40 روپے